نے اس کی خوشنمائی میں اضافہ کیا ہے۔ (نظر زیدی)

تنویر اقبال | ڈاکٹر عبدالمغنی پروفیسر انگریزی و مدیر ماہنامہ مریخ پٹنہ۔ ناشر: مکتبہ تعمیر انسانیت اُردو بازار، لاہور۔ سفید کاغذ و رنگین سرورق کے ساتھ (اگرچہ ذرا سادہ ہونا چاہیے تھا) ۲۹۶ صفحوں کی کتاب کی قیمت ۔/۴۴ روپے۔

اقبال (شخصیت، فکر اور فن) اُردو میں ایک ایسا موضوع ہے، جس کی مثال کسی ایسے چشمۂ رواں کی سی ہے جس کا ہر قطرہ ذرّے ذرّے سے گلستان و خیابان اُگاتا ہے۔ اس چشمے سے چاروں طرف نور کی ندیاں رواں ہیں۔ ہر سال نئی تنقیدی اور تشریحی کتابوں کی ایک نئی تعداد سامنے آجاتی ہے۔ لیکن اقبال کے کلام و پیام کے متعلق ڈوب کے لکھنے والے ناقد و مبصر بہت کم ہیں۔

ڈاکٹر عبدالمغنی جو اس کتاب کے علاوہ ۱۶ کتابیں سامنے لا چکے ہیں۔ اور ۱۹۹۰ء میں ۳ زیر طبع تھیں، تجزیاتی تنقید کے میدان میں پُرزور تخلیقی اسلوب اظہار کے ساتھ جلوہ گر ہوتے ہیں۔ ان کی تحریر ایسی عمدہ ہے کہ اس میں کہا جا سکتا ہے کہ "اور پھر بیاں اپنا"۔ ان کا کمال اقبال کے متعلق اپنے دعاوی کے تحت تجزیہ کاری سے اور معترضین اور نافہموں کے لیے دو ٹوک وضاحتیں کرنے سے علی الخصوص ظاہر ہوتا ہے۔ اسی طرح نظم و نثر کے دوسرے بہت سے فن کاروں کو انھوں نے اپنے قلم کے ترازو پر تولا ہے۔ اور تنقید و توضیح کے ترازو کا صحیح استعمال کرنا سکھایا ہے۔ وہ مبہم، پُراسرار، انگریزی اصطلاحات سے بوجھل، فلسفیانہ عیارانہ انگیزی اور مرعوب کن انداز بیان اختیار نہیں کرتے بلکہ شہرِ تنقید کے مروجہ فیشن کی زنجیروں سے آزاد ہو کر پُرزور بات کہتے ہیں۔ "اقبال کی حقیقت و عظمت"، "اقبال اور اسلامی فکر کی تشکیل جدید"، "کلام اقبال کی اشاریت (خاص اہمیت)"، "اقبال اور دہریت"، "موازنۂ اقبال و غالب"، "اقبال اور کارل مارکس" جیسے مقالات پڑھ کر آپ اقبال شناسی کی بھی نئی منزلیں طے کر جائیں گے اور آپ کو یہ بھی اندازہ ہو جائے گا کہ عبدالمغنی سوچنے اور تجزیہ کرنے میں کتنا تدبر اور قدرتِ بیان

میں کیسا جادوگر ہے ۔ اس کی بڑی قوت یہ ہے کہ وہ بات کو سمجھ کر اور تول کر مکمل یقین کے سامنے پیش کرتا ہے ۔

ڈاکٹر پروفیسر عبدالمغنی اسلامیت کے بارے میں چونکہ کسی احساسِ کمتری ، بلکہ الحاد زدہ دنیا کے لحاظ سے "احساسِ جرم" میں مبتلا نہیں ہیں ۔ اس لیے اس کی آفاقیت کو اپنی جگہ برقرار رکھتے ہوئے اس کی اسلامیت کی پوری جھلک دکھا دیتے ہیں ۔ اس بارے میں صرف ایک اقتباس نقل کرتا ہوں :

"الحاصل ، اقبال کی انسان دوستی چند مبہم خواہشات اور آوارہ جذبات کا مظاہرہ نہیں ، (ذرا اس جملے کو پھر غور سے پڑھیے ! س ۔ ص) یہ ایک واضح مقصد اور اصول کا اظہار ہے ۔ اس کا تعلق زندگی کے ایک نصب العین سے ہے ۔ یقیناً اس کا محرک اور فطری اور بے اختیار دردِ دل ہی ہوگا ، مگر اس کا مقصود عالمِ انسانیت کی منظم اصلاح ہے ۔" (ص ۱۵۲)

پون صفحے کی یہ عبارتِ مسلسل میں پوری نقل نہیں کر سکتا ۔ اور اس سے واضح تر کئی اور عبارتیں آپ خود ہی کتاب میں پڑھیے ۔ افسوس ہے کہ نہ میرا سرمایۂ اوقات و قویٰ زیادہ ساتھ دیتا ہے اور نہ ترجمان القرآن کی تنگ دامانیاں قلم کے لیے سازگار ہیں ۔

اشاریت والے مضمون میں جو مثالیں دی گئی ہیں ، کاش کہ ان میں سے ایک (طلوعِ اسلام کے ایک بند کا تجزیہ) میں نقل کر سکتا ۔ کیا شاندار تبصرہ ہے جو فہم اقبال کا کامیاب ذریعہ بن گیا ۔ اس "شعر نافہم" دور میں ایسی تحریروں کو پڑھ کر مجھے شعر العجم اور شعرالہند (شبلی) کی یاد آتی ہے ۔ مگر وہاں فاضل مؤلف دریائے سخن کے کنارے پر سے اس کے گردابوں ، حبابوں کا تماشا کراتا ہے اور یہاں کا نیا نکتہ شناس اپنے قارئین کو ساتھ لے کر سمندر میں کود جاتا ہے اور ہر چیز کو قریب سے دکھاتا اور حدِ فکر اور حدِ نظر کے علاوہ حدِ لمس میں بھی لاتا ہے ۔

آخر میں مکتبۂ تعمیرِ انسانیت کے لیے دلی تحسین !